تلخیص ABSTRACT

Name of the Scholer	**:**	**Neshat Hassan**
Name of the Supervisor	**:**	**Prof. Shehpar Rasool**
Department	**:**	**URDU (Jamia Millia Islamia)**
Title of the Thesis	**:**	**"Samaji Shaoor Ki Tashkeel Mein Filmi Naghma Nigari ka Hissa"**

شعروادب کا ایک اہم مقصد سماجی شعور کی نشوونما بھی رہا ہے۔ چنانچہ فلمی نغمے بھی سماجی شعور کی نشوونما میں حصہ لینے اوراس کوسنوارنے کا کام کرتے ہیں۔ گیت کی روایت اوراس کی عوامی مقبولیت سے یوں بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ فلمی نغمات کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کی وساطت سے اردو کی تہذیب، شیرینی اوراس کی متنوع تخلیقی کیفیات کی ترسیل نہ صرف اردو داں طبقے تک بلکہ غیراردوداں حضرات تک بھی ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ یہ فلمی نغموں کی ہی کرشمہ سازی ہے کہ ان کی مقبولیت سے متاثر ہوکر غزل گائیکی نے ایک خاص شکل اختیار کرلی اورغزل گوشعراء کی کاوشیں سماج کے مختلف طبقوں میں غیر معمولی طور پر مقبول ہوئیں۔

سماج کوعموماً انسانی رشتوں کا جال یا تانا بانا کہا جاتا ہے۔ انسان سماج میں رہ کر رشتے بناتا ہے بلکہ اس کوسماجی رشتوں کو بنانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ چنانچہ انسانوں میں سماجی شعور کا پایا جانا اشد ضروری اوراہم ہے۔ جیسا کہ پیشتر ذکر ہوا ہے کہ سماجی شعور کی تشکیل میں دیگر مظاہر ومعاملات کی طرح ہی فلمی نغمہ نگاری کا بھی ایک اہم کردار رہا ہے۔ اظہار کے وسیلوں میں سنیما اس صدی کا اہم اور مقبول ترین میڈیم ہے۔ جب ہم فلم اورنغمہ نگاری کی تاریخ کا جائزہ لیتے ہیں تو احساس ہوتا ہے کہ ماضی میں ہندوستان جیسے وسیع وعریض ملک میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک سفر کرنا بھی جوئے شیر لانے کے مساوی تھا لیکن رسل ورسائل اور آمدورفت کے ذرائع کے محدود ہونے نیز جغرافیائی حدود کی بے پناہ وسعت کے باوجود فلمی نغمہ نگاری کے ذریعہ ہمارا ہندوستان شمال سے جنوب تک اور مغرب سے مشرق تک اتحاد اور یگانگت کے سانچے میں ڈھلا ہوا نظر آتا ہے۔ چنانچہ اس مقام پر مجھے یہ کہنے میں کوئی جھجھک نہیں محسوس ہوتی کہ سماجی شعور کی تشکیل میں فلمی نغمہ گاری نے غیر معمولی کردار ادا کیا ہے۔

ہمارے فلم سازوں نے زندگی کے تقاضوں کے پیش نظر طرح طرح کی فلمیں بنائیں اورنغمہ نگاروں نے قسم قسم کے نغمے لکھے۔ ہماری فلمیں جادو بھرے یا مذہبی قسم کے کرداروں سے نکل کر سماجی مسائل اور جذباتی رشتوں پر مرتکز ہونے لگیں اوراس طرح ہندوستانی سماج میں رائج بہت سے ریتی رواجوں، طور طریقوں اور تہواروں کی منظر کشی بھی فلموں میں کی جانے لگی۔ مختلف قسم کے تہواروں کے پس منظر میں جذباتی انداز کے رشتوں کوفلموں میں اس طور سے پیش کیا گیا کہ فلم ہالوں سے باہر

آنے والے ناظرین کے چہروں کے جذبات اور ہونٹوں پر فلم کے لیے تعریفی کلمات کی گونج ہر طرف سنی جانے لگیں۔ فلمی نغموں کی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے نغمہ نگاروں نے ان مواقع کے لیے مزید بہترین قسم کے نغمے لکھے۔

فلمی نغمہ نگاروں میں یوں تو متعدد نام شامل ہیں لیکن اہم اور قابل ذکر نغمہ نگاروں میں مخدوم محی الدین، جاں نثار اختر، شکیل بدایونی، مجروح سلطانپوری، حسرت جے پوری، راجندر کرشن، ایس ایچ بہاری، کیفی اعظمی، ساحر لدھیانوی، گلزار اور جاوید اختر وغیرہ نے سماجی فکر وفلسفے کو اپنے نغمات میں نہ صرف تمام تر شعری محاسن کے ساتھ پیش کیا ہے بلکہ ان کے بیشتر نغموں میں ایسی کائنات کا خواب موجود ہے جس میں روشنی ہی روشنی ہو، پیار ہو، انسانیت ہو اور دردمندی ہو۔ متذکرہ سبھی نغمہ نگاروں کا تخلیقی کینوس اور آگہی کا دائرہ خاصا وسیع ہے۔ ان کے پاس سوچنے کی قوت بھی ہے اور سماجی سیاسی پیچیدگیوں کو اپنے زاویے سے سمجھنے اور حل کرنے کی صلاحیت بھی۔ سماج صرف اعلیٰ ذات، اعلیٰ قوم اور ان کے ملکی مفادات تک ہی محدود نہیں ہوتا بلکہ سماج میں مظلوم طبقہ بھی شریک ہے وہ خواہ دنیا کے کسی بھی خطہ میں آباد ہو۔ چنانچہ ہمارے نغمہ نگار بھی انسانی مسائل کو آفاقی تناظر میں دیکھنے کے قائل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج کے فلمی نغموں میں ہمارے معاشرتی معمولات ومعاملات کے ساتھ ہی سماجی تصورات کی وہ پرچھائیاں بھی نظر آتی ہیں جو بنی نوع انسان میں مشترک ہیں۔

فلم اپنی ابتدا سے آج تک اظہار کا ایک طاقتور میڈیم رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کی اپنی ایک زبردست تاریخ ہے۔ ہندوستان میں مکمل متحرک خاموش فیچر فلم پہلی بار 1913 میں بنی جس کا نام ''راجا ہریش چندر'' تھا۔ یہ فلم دادا صاحب پھالکے نے بنائی تھی۔ خاموش متحرک فلمیں اس وقت اور اس کے بعد بھی بنتی رہیں جبکہ 1931 میں آردیشر ایم ایرانی نے پہلی ناطق فلم ''عالم آرا'' بنائی وار جس کو 14 مارچ 1931 کو بمبئی کے میجسٹک سنیما میں ریلیز کیا گیا۔ ابتدائی فلموں کے بالعموم وہی رائٹر تھے جو پیشتر تھیٹریکل کمپنیوں کے لیے لکھتے تھے۔ وہ ''منشی'' کہلاتے تھے۔ لکھنے کا جو بھی کام ہوتا تھا وہ سب انہیں کے ذمے ہوا کرتا تھا، یعنی فلم کے نغمے بھی وہی لکھ لیا کرتے تھے لیکن رفتہ رفتہ اس سلسلے میں تبدیلی آئی، بعض معتبر شعراء نے فلموں کے لیے نغمے لکھنے شروع کیے بلکہ یہاں تک تبدیلی آئی کہ بعض مشہور ومعروف شعراء اور اساتذہ کا کلام فلم کی ضرورت کے مطابق استعمال کیا جانے لگا اور فلم ہی کی طرح نغمہ نگاری میں بھی ہمارے سماج اور ماحول کی بھرپور عکاسی ہوئی۔ فلم دراصل ایسا ذریعۂ اظہار ہے جو قوموں کی کایا پلٹ کرسکتا ہے اور حاکمان وقت کے ایوانوں کو متزلزل کرسکتا ہے۔ چنانچہ ہمارے نغمہ نگاروں نے معاشرے کے تمام تر مسائل کو خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے اپنے نغموں میں بڑے اثر آفریں انداز میں پیش کیا ہے۔ انسانی سماج کا وہ کون سا مسئلہ ہے جو ہندوستانی فلمی نغموں کا موضوع نہ بنا ہو اور اس نے معاشرے کی دل کی دھڑکن کو نہ صرف تیز کردیا ہو بلکہ سکون بھی بخشا ہو۔ ہمارے سماج میں فلمی نغموں کی بے پناہ مقبولیت ہی ان کی افادیت اور تعمیری کردار کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ ماضی میں بھی فلمی نغمے سماجی فضا میں گونجتے رہتے تھے اور آج بھی پرانے، نئے اور بالکل نئے نغموں سے ہماری سماعتیں لطف اندوز ہوتی رہتی ہیں۔ چنانچہ یہ بات اعتماد کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ فلمی نغموں نے ہر عہد میں سماجی نشیب وفراز کو پیش کیا ہے، ان کی اہمیت کو عوام پر روشن کیا ہے، ان کے ذہنوں میں جگہ بنائی ہے اور ان کے فکر وعمل کو مہمیز کیا ہے۔

●□●